

## 21420-کیا کسی فقہی مذہب کو اپنانالازمی ہے؟

سوال

کیا ہر مسلمان پر کسی فقہی مذہب (مالکی، حنفی، حنبلی یا شافعی) کو اپنانالازمی ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہو تو سب سے افضل مذہب کون سا ہے؟ اور کیا یہ صحیح ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب دنیا میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب ہے؟

پسندیدہ جواب

چاروں فقہی مذہب میں سے کسی ایک کی اتباع مسلمان پر واجب نہیں ہے، اور اک، فهم، اور دلائل کے ذریعے احکامات کشید کرنے کیلئے لوگوں کی ذہنی سطح مختلف ہوتی ہے، چنانچہ کچھ لوگوں کیلئے تقلید جائز ہوتی ہے اور بسا اوقات واجب ہوتی ہے، جبکہ کچھ لوگوں کیلئے دلیل سے مسئلہ اخذ کرنے کے علاوہ دوسرا کوئی اختیار نہیں ہوتا، چنانچہ دائیٰ فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ میں اس مسئلے کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر آیا ہے، ہم اسے بعینہ یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

سوال :

چار مذہب کی تقلید کرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز تمام حالات میں اوقات میں انہی کے موقف کو مانے کا کیا حکم ہے؟

تو اس پر دائیٰ فتویٰ کمیٹی نے جواب دیا:

"تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، درود و سلام ہوں اللہ کے رسول، آپ کی آل اور صاحبہ کرام پر، اس کے بعد:

اول: چار فقہی مذہب چار ائمہ کرام امام ابو حنیفہ، امام باک، امام شافعی اور امام احمد کی جانب مقبول میں، چنانچہ حنفی مذہب امام ابو حنیفہ کی طرف مقبول ہے، اسی طرح دیگر مذہب بھی۔

دوم: ان ائمہ کرام نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق دین کی سمجھی اور فہرست کتاب و سنت سے حاصل کی ہے، اور مجتہد اگر صحیح نتیجہ اخذ کرے تو اس کیلئے دہراجر ہوتا ہے ایک اجتہاد کا اور دوسرا درست نتیجہ کا، لیکن اگر غلطی ہو جائے تو اسے اجتہاد کرنے پر ثواب تو ملے گا لیکن غلطی ہونے پر انہیں معذور سمجھا جائے گا۔

سوم: کتاب و سنت سے مسئلہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھنے والا شخص کتاب و سنت سے ہی مسئلہ اخذ کرے گا جیسے کہ شروع سے علمائے کرام کتاب و سنت سے مسائل اخذ کرتے آرہے ہیں، لہذا حص مسئلے میں اس کی [کتاب و سنت پر بنی] تحقیق ہو تو وہ اپنی تحقیق چھوڑ کر کسی کی تقلید نہیں کر سکتا، بلکہ وہی موقف اپناۓ گا جسے وہ [کتاب و سنت کے دلائل کی بنابر] عن سمجھتا ہے، تاہم جن مسائل کی تحقیق کیلئے اس کے پاس استطاعت نہ ہو تو وہ ضرورت پڑنے پر کسی کی تقلید کر سکتا ہے۔

چارم: جس شخص کے پاس مسائل استنباط کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو وہ شخص کسی ایسے عالم کی تقلید کر سکتا ہے جس پر اسے مکمل بھروسہ ہو، لیکن اگر اسے ولی اطیمان حاصل نہ ہو تو پھر اطیمان حاصل ہونے تک ابل علم سے رجوع کرتا ہے۔

پنجم: سابقہ امور سے یہ واضح ہو گیا کہ چار مذہب کے اقوال کی ہر وقت اور ہر حالت میں آپ پیروی نہیں کریں گے؛ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ان سے غلطی ہو جائے، چنانچہ ان کے صرف انی اقوال کی پیروی کی جائے گی جس پر دلیل موجود ہو۔"

دائیٰ فتویٰ کمیٹی: (5/28)

اسی طرح دائی فتوی کمیٹی کے فتویٰ نمبر: (3323) میں ہے کہ:

"اگر کوئی شخص کتاب و سنت سے مسائل اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور مسائل اخذ کرنے کیلئے سلف صالحین اور علمائے اسلام سے ورثے میں ملنے والی فقیہی مباحث سے بھی مدد لے تو وہ ایسا کر سکتا ہے: تاکہ وہ خود بھی مستفید ہو اور اختلافات کے فیصلے بھی کرے اور جو کوئی اس سے مسئلہ پوچھے تو سوال کا جواب بھی دے۔  
لیکن اگر کوئی شخص اتنی صلاحیت کا حامل نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ قابلِ اعتماد اہل علم سے پوچھ لے، ان کی کتابوں سے مسئلہ کا حل ملاش کرے اور اس پر عمل پیرا ہو، تاہم ہمیشہ چار فقیہ مذاہب میں سے کسی ایک پر اپنے آپ کو محدود نہ کرے، لوگوں نے چار فقیہ مذاہب کی جانب رجوع کرنے کی عادت اس لیے ڈال لی کہ یہ چار فقیہ مذاہب دیگر مذاہب سے زیادہ مشور ہو گئے اور ان کی کتب منظر عام پر آئیں، ان کتابوں تک لوگوں کی دسترس ہوئی اور ان کا موقف جانا آسان ہو گیا۔"

اگر کوئی شخص تشنگان علم پر تقید واجب قرار دیتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اور جمود کا شکار ہے، وہ حقیقت میں تشنگان علم کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے، ایسا شخص تشنگان علم کیلئے وہ سیع میدان کو محدود کر رہا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص صرف چار مذاہب کی تقید کو ہی رو سمجھتا ہے تو وہ بھی غلطی پر ہے، اس نے بھی شرعی وسعت کو بغیر کسی دلیل کے محدود کر دیا ہے؛ کیونکہ ایک عام آدمی کے سامنے ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء عظام مثلاً: لیث بن سعد، اوزاعی اور دیگر اہل علم سب یکساں ہیں"

فتاویٰ بمندرجہ: (5/41)

اسی طرح فتویٰ کمیٹی کے فتویٰ نمبر: (1591) میں ہے کہ:

"چاروں فقہائے کرام میں سے کسی نے بھی اپنے فقیہ مذہب کا پرچار نہیں کیا اور نہیں کیا اور نہیں کیا اس کیلئے تصب دکھایا ہے نہ ہی انہوں نے دوسروں کو اپنے یا کسی اور معین فقیہ مذہب پر حلقہ کیلئے مجبور کیا؛ بلکہ ائمہ کرام تو تاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتے تھے، شرعی نصوص کی وضاحت بیان کرتے، شرعی قواعد اور اصول واضح کرتے اور پھر ان اصولوں کی روشنی میں نتائج اخذ کرنے کے پوچھے گئے سوالات پر فتویٰ دیتے؛ وہ اپنے کسی شاگرد یا سائل پر اپنی رائے تھوپتے نہیں تھے بلکہ اگر کوئی اپنا موقف کسی پر زبردستی ٹھونٹتا تو اسے عیب اور برا سمجھتے تھے، ائمہ کرام یہ حکم دیا کرتے تھے اگر ان کا موقف صحیح حدیث سے متصادم ہو تو ان کے موقف کو دیوار پر دے مارنا، ائمہ کرام کا یہ مشور مقولہ ہے کہ: "جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میر ا موقف ہے" اللہ تعالیٰ سب ائمہ کرام پر رحم فرمائے۔

کسی پر بھی ان مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اپنانا واجب نہیں ہے، بلکہ مسلمان کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو حق کی جستجو میں لگا رہے، ملاش حق کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور مسلمان اہل علم کی جانب سے وراثت میں ملنے والے علمی اور فقیہی خزانے سے رہنمائی لے کہ انہوں نے بعد میں آنے والوں کیلئے شرعی نصوص کو سمجھنا اور لا گو کرنا آسان کر دیا۔

اور اگر کوئی شخص نصوص وغیرہ سے براہ راست احکام کشیدہ کر سکتا ہو تو وہ اپنے ضروری مسائل کے بارے میں معتمد اہل علم سے استفسار کرے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**(فَإِنَّا لَأَعْلَمُ بِالْأَكْرَانِ لَكُنُمْ لَا تَعْلَمُونَ).**

ترجمہ: اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ [الخل: 43]

چنانچہ استفسار کرتے ہوئے یہ اطمینان کر لے کہ جن سے سوال پوچھا جا رہا ہے وہ علم و فضل، تقویٰ اور پہیزگاری میں مشور ہیں۔"

دائی فتویٰ کمیٹی: (5/56)

ایسا ممکن ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب مسلمانوں میں زیادہ پھیلا ہو، اور عین ممکن ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ عثمانی خلخالے کرام نے اس مذہب کو سرکاری مذہب کا درجہ دیا اور پھر چھ صدیاں اسلامی ممالک پر انہوں نے حکومت کی۔

اب اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فقیہی مذہب سب سے صحیح ترین فقیہی مذہب ہے، لہذا اس فقیہی مسلک میں کے تمام مسائل صحیح ہیں، بلکہ حنفی فقیہی مذہب بھی دیگر فقیہی مذہب کی طرح ہے چنانچہ اس میں بھی صحیح اور غلط مسائل موجود ہیں، تاہم ایک مومن کی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ کوئی جسمیں لگا رہے چاہے پھر کا قاتل کوئی بھی ہو۔

واللہ اعلم۔